سوال

(91) یوم عاشورا کا روزہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

یوم عاشورا کے روزے سے کیا پورے سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں یا صرف چھوٹے گناہ بخشے جاتے ہیں یا گناہ کبیرہ بھی بخش دیے جاتے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یوم عاشورا کے روزے کی فضیلت کے سلسلے میں متعدد صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث ہے:

"صومُ یومِ عرفةَ یکفرِ سنتین: ماضیةً ومستقبلةً وصومُ عاشوراءَ یکفر سنةً واحدةً ماضیةً"

''یوم عرفہ کا روزہ دو سال ایک پچھلا اور ایک اگلا سال کے گناہوں کو دھوڈالتا ہے۔ عاشورہ کا روزہ گزرے ہوئے ایک سال کے گناہوں کو دھوڈالتا ہے۔''

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عاشورا کا روزہ پچھلے پورے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ ہم میں سے کون ہے جو اس بات کا دعوی کرسکے کہ اس سے گناہ سرزد نہیں ہوتے۔ ہم بندوں پر یہ اللہ کا بڑا کرم ہے کہ مختلف بہانوں سے ہمارے گناہوں کی معافی کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ بلکہ یوں کہنا بہتر ہوگا کہ تمام نیکیاں نہ صرف باعث ثواب ہوتی ہیں بلکہ گناہوں کو دھونے والی بھی ہوتی ہیں۔ قرآن میں ہے:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ١١٤ ... سورة ہود

''بے شبہ نیکیاں برائیوں کو دھوڈالتی ہیں''

اور حضور کا فرمان ہے:

"وأتبعِ السيئةَ الحسنةَ تمحُها"

''کسی برائی کے بعد کوئی نیک کام کرلیا کرو وہ اس برائی کو مٹادے گا۔''

ہم بندوں کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی سعی کریں تاکہ یہ نیکیاں ہماری برائیوں کے لیے کفارہ بن سکیں۔

بعض علماء کے نزدیک گناہ کبیرہ وہ صغیرہ دونوں معاف ہوجاتے ہیں کیوں کہ مذکورہ بالا حدیث میں اس بات کی قید نہیں ہے کہ صرف گناہ صغیرہ ہی معاف ہوتے ہیں اس کے بر عکس بعض علماء کے کے نزدیک صرف گناہ صغیرہ ہی معاف ہوتے ہیں۔ گناہ کبیرہ براہ راست توبہ واستغفار اور حق کی ادائی کے بعد ہی معاف ہوتے ہیں۔ دلیل کے طور پر انھوں نے یہ حدیث پیش کی ہے :

"الصَّلَواتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ" (مسلم)

’’پنج وقتہ نمازیں ایک جمعے سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان۔ یہ سب گناہوں کو بخشنے والے ہیں بہ شرطے کہ گناہ کبیرہ سرزد نہ ہوا ہو۔‘‘

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

تیوہار اور عید، جلد: 1، صفحہ: 213

محدث فتویٰ